۱۵۰۵
سلسلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماءِ ربّانی

اُن کا منصب اور اُن کے کام کی نوعیّت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

علمارِ حق حضراتِ انبیار علیہم الصّلوٰۃ و السّلام کے وارث اور جانشین ہیں۔ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ (صحیح بخاری) ان کی وراثت اور نیابت اسی وقت صحیح اور مکمّل ہوگی جب ان کی زندگی کا مقصد اور ان کی کوششوں کا مرکز وہی ہوگا جو انبیارِ کرام علیہم السّلام کا تھا۔ وہ مقصدِ زندگی اور وہ مرکزِ سعی وعمل کیا ہے؟

دو لفظوں میں "اقامتِ دین" یا ایک لفظ میں "توحید" یعنی انسانوں کو اختیاراً و عملاً اُسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا "عبد" بنانا جیسا کہ وہ فطرتاً اور اضطراراً اس کے عبد ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کی حکومت اور قانون کو انسانوں کے جسموں اور ان کی متعلقہ زمین پر قائم کرنے کی کوشش کرنا۔ جیسا کہ وہ زمین و آسمان پر قائم ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝

(ترجمہ) "اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں پس میری ہی بندگی کرو"

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (صف: ع ۱)

(ترجمہ) "وہ ہے جس نے اپنا رسول رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں (تمام قسم کے نظام اطاعت) پر غالب کر دے اگرچہ شرک کرنے والوں کو یہ ناگوار ہو"

اس دینِ حق کے لیے ہر زمانہ میں چند موانع اور مزاحم ہوتے ہیں جن میں سے اکثر ان چار اقسام میں داخل ہیں:

شرک:

یعنی غیر اللہ کو الٰہ بنانا، اللہ کے سوا کسی ہستی کو مافوق الطبیعی طور پر رضا اور نافع مان لینا اس کو کائنات میں متصرف اور مؤثر تسلیم کر لینا۔

www.abulhasanalinadwi.org

احتیاج والتجا (پناہ جوئی) اور خوف و رجا اس عقیدہ کے بالکل قدرتی اور طبعی نتائج ولوازم ہیں۔ اور دعا و استعانت اور خضوع (جو عبادت کی حقیقت ہے) اس کے لازمی مظاہر ہیں۔

شرک ایک مستقل دین اور ایک مکمل حکومت ہے اس کا اور دین کا کسی ایک جسم یا دل و دماغ یا خطۂ زمین پر ایک ساتھ قائم ہونا ناممکن ہے۔ یہ غیر الٰہی دین جسم ونفس اور جسم ونفس سے خارج اتنی ہی جگہ گھیرتا ہے جتنی دین اللہ کو کم سے کم دن کالا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۔ (البقرہ پ ۲)

(ترجمہ) "بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے برابر اوروں کو بناتے ہیں ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی"

قَالُوا تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (شعراء ، ع ۵)

(ترجمہ) "مشرکین نے کہا خدا کی قسم ہم کھلی ہوئی گمراہی میں تھے جو تم کو (معبودوں کو) سارے جہان کے پروردگار کے برابر کرتے تھے۔"

اس لیے جب تک زمین سے شرک کی تمام جڑیں اور اس کی باریک سے باریک رگیں بھی اکھاڑ نہ دی جائیں اس وقت تک دین اللہ کا پودا لگ

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں سکتا۔ اس لیے کہ یہ پودا کسی ایسی زمین میں جڑ نہیں پکڑتا جس کی مٹی میں کسی اور درخت کی کوئی جڑ ہو یا کوئی اور تخم ہو۔ اس کی شاخیں اسی وقت آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور یہ درخت اسی وقت پھلتا پھولتا ہے جب اس کی جڑ گہری اور مضبوط ہو۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ (ابراہیم، رکوع ۴)

ترجمہ: "تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی ایک مثال بیان کی، پاکیزہ بات (کلمۂ طیبہ وغیرہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں اپنا پھل لاتا ہے ہر وقت اپنے رب کے حکم سے"

یہ درخت کسی دوسرے درخت کے سایہ میں بڑھ نہیں سکتا۔ یہ جہاں رہے گا تنہا رہے گا۔ اس کے طبعی نشو و نما کے لیے لامتناہی فضا چاہیے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (زمر ع ۱)

ترجمہ "یاد رکھو اللہ ہی کی تنہا تابعداری ہے"

پس جو لوگ دین اللہ کی فطرت اور اس کے مزاج سے واقف ہوتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں وہ اس کو کسی جگہ قائم کرنے کے لیے زمین کو پورے طور پر صاف اور ہموار کرتے ہیں۔ وہ شرک اور جاہلیت کی جڑیں اور رگیں چن چن کر نکال لیتے ہیں اور ان کا ایک ایک بیج بنا بنا کر پھینکتے ہیں اور مٹی کو بالکل الٹ پلٹ دیتے ہیں چاہے ان کو اس کام میں کتنی ہی دیر لگے اور کیسی ہی زحمت اٹھانی پڑے اور چاہے ان کی دن رات کی اس کوشش اور عمر بھر کی اس جدّوجہد کا حاصل حضرت نوحؑ کی طرح چند نفوس سے زیادہ نہ ہو۔ اور چاہے بعض پیغمبروں کی طرح ان کی ساری زندگی کا سرمایہ صرف ایک شخص ہو۔ لیکن وہ اس نتیجہ پر قانع اور اس کامیابی پر مسرور ہوتے ہیں اور نتیجہ کے حصول میں کبھی عجلت اور بے صبری سے کام نہیں لیتے۔

کفر یعنی اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا انکار، اس کی حکومت سے بغاوت اور اس کے احکام سے سرتابی ہے خواہ کسی طریقہ اور علامت سے ظاہر ہو۔

اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ اور رسول کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی یہ جان لینے کے بعد کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے، نہیں مانتے یا زبان سے تو انکار نہیں کرتے مگر جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دوسرے احکام کے پابند ہوں اس دائرے سے خارج نہیں۔

اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

www.abulhasanalinadwi.org

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ
فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ
اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (البقرہ رکوع ۱۰)

(ترجمہ) "کیا کتابِ الٰہی کے ایک حصّے کو مانتے ہو دوسرے حصّے کو نہیں مانتے تو اس کی کیا سزا ہے جو تم میں سے یہ کام کرتا ہے سوائے دُنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور قیامت کے دن وہ پہنچائے جائیں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں"

صرف اللہ تعالیٰ کی خداوندی اور حاکمیت کے اقرار سے طبعی طور پر خداوندی اور حاکمیت کے تمام دعویداروں کی خداوندی اور حاکمیت کا انکار ہوجاتا ہے۔ لیکن جو اشخاص خداوندانِ باطل کی خداوندی اور حاکمیت کا صاف صاف انکار کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے یا دوسرے الفاظ میں انھوں نے اس قبلہ کی طرف منہ تو کرلیا ہے لیکن دوسرے قبلوں کی طرف اُن سے پیٹھ بھی نہیں کی جاتی۔ دینِ الٰہی کے مقابلے میں دنیا میں جو نظامِ حاکمیت قائم اور شریعتِ الٰہی کے مقابلے میں جو قوانین نافذ ہیں اُن سے منحرف نہیں ہوا جاتا، وہ کبھی کبھی ان پر بھی عمل کرلیتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں اور بوقتِ ضرورت ان کی طرف رجوع کرلیتے ہیں وہ درحقیقت اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔

ایمان باللہ کے لیے کفر بالطاغوت[1] ضروری ہے اور اللہ نے اس کو ایمان پر مقدم کیا ہے۔

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (البقرہ، رکوع ۳۴)

(ترجمہ) "جو سرکشی کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا"

اس لیے قرآن نے ایسے اشخاص کا دعویٰ ایمان قبول نہیں کیا۔ جو غیر الٰہی قوانین اور ان کے مرکزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کو اپنا حاکم اور ثالث بناتے ہیں۔

---

[1] طاغوت ہر وہ ہستی ہے جس کی خدا کے مقابلہ میں اطاعت مطلق کی جائے۔ "اَلطَّاغُوتُ عِبَارَةٌ عَنْ كُلِّ مُتَعَدٍّ كُلِّ مَعْبُودٍ مِنْ دُونِ اللّٰهِ" (امام راغب اصفہانی) خواہ وہ شیطان ہو، انسان ہو یا سلطان ہو ان سب پر طاغوت کا اطلاق ہوگا۔ ۱۲

www.abulhasanalinadwi.org

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ
وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ
الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ؀

(النساء ، ع ۹)

(ترجمہ) "تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ اُس پر ایمان لائے جو حق آپ سے پہلے اتارا گیا چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں سرکش کی طرف، حالانکہ ان کو حکم ہو چکا ہے کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر دور جا ڈالے" [1]

اس کفر کی بُو اُن اشخاص سے بھی نہیں نکلی جو مسلمانوں کے دائرے میں آ جانے کے بعد بھی "جاہلیت" سے منحرف اور عقائد و رسومات جاہلیت سے بے تعلق نہ ہو سکے۔ ان کے دلوں سے

---

[1] یہ آیت ترمذی کی روایت کے مطابق اُس منافق کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنے ایک مقدمہ میں (جسکا دوسرا فریق ایک یہودی تھا) مشہور یہودی رئیس اور عالم کعب بن الاشرف کو قاضی اور حکم بنایا تھا۔ (ترمذی کتاب التفسیر)

www.abulhasanalinadwi.org

ابھی تک ان چیزوں کی نفرت اور کراہت نہیں گئی۔ اور ان کاموں کی تحقیر نہیں نکلی۔ جن کو جاہلیت بُرا سمجھتی ہے ان سے نفرت اور ان کی تحقیر کرتی ہے خواہ وہ اللہ کے دین میں پسندیدہ اور مستحب ہوں اور اللہ کے رسول کی محبوب سُنّت ہوں۔

اسی طرح ان کے دلوں سے ابھی تک ان اعمال و اخلاق اور رسوم و عادات کی محبت اور عزت دُور نہیں ہوئی جو اہلِ جاہلیت کے نزدیک محبوب و معزز ہیں خواہ وہ اللہ کی شریعت میں مکروہ اور حقیر ہوں۔

اسی طرح جن لوگوں کے دلوں سے ابھی تک جاہلی حمیّت اور عصبیّت دور نہیں ہوئی اور ان کا عمل جاہلیت عرب اور درحقیقت ہر جاہلیت کے اس مقبول و مسلّم اصول پر ہے کہ " اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا "، اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم"

اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ اسلام کو اختیار کر لینے کے بعد بھی یا مسلمان کہلانے کے باوجود بھی حُسن و قبح کا معیار وہی ہو جو جاہلیت میں ہوتا ہے۔ اشیاء کی قیمت وہی ہو جو جاہلیت نے قائم کر دی ہے۔ زندگی کی انہیں قدروں اور انہیں معیاروں کی وقعت ہو جو جاہلیت تسلیم کرتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلام کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ کفر اور اس کے پورے ماحول، اس کے تمام متعلقات، اس کی تمام خصوصیات اور شعائر سے نفرت پیدا ہو جائے اور اس کی طرف واپسی اور اس میں مبتلا ہو جانے کے تصور سے آدمی کو تکلیف ہو۔ اور ایمان کی پختگی یہ ہے کہ وہ کفر کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کلام کے مقابلے میں موت کو زیادہ پسند کرتا ہو۔

بخاری کی روایت ہے:

ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ۔

"تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اس کو ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرے یہ کہ کسی دوسرے انسان سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت ہو۔ تیسرے یہ کہ کفر میں جانا اس کے لیے اتنا ہی ناگوار ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا۔"

صحابہ کرام کی کیفیت یہی تھی۔ ان کو اپنے زمانہ سابق (جاہلیت)

www.abulhasanalinadwi.org

سے بڑھ کر کوئی توہین نہ تھی۔ وہ جب اپنے اسلام لانے سے پہلے کے زمانہ کا تذکرہ کرتے تو نہایت شرمندگی اور نفرت کے ساتھ اس زمانے کی تمام باتوں اعمال و اخلاق اور کفر و فسق اور اللہ کی نافرمانی سے ان کو نہ صرف شرعی اور عقلی بلکہ طبعی کراہت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ صفت اس طرح بیان کرتا ہے؛

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ۔ (حجرات ع-۱)

(ترجمہ) - لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی، اور اس کو کھبا دیا تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ و نافرمانی کی۔"

جاہلیت کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اللہ و رسول کا حکم سنایا جائے تو قدیم رسم و رواج اور باپ دادا کے طور طریق کا نام لیا جائے۔ اور اللہ و رسول کے مقابلے میں گذشتہ زمانہ اور پرانے دستور کی سند پیش کی جائے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۔ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔ (البقرہ ع-۲۱)

www.abulhasanalinadwi.org

(ترجمہ) "جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی راستہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ"

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (زخرف ع ۲)

(ترجمہ) "بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انھیں کے نقش قدم پر ٹھیک چل رہے ہیں"

اللہ کے حکم اور وحی کے مقابلے میں اپنے باپ دادا کے عمل اور اپنی خواہش اور مرضی کی پیروی کرنا خاص جاہلی دین ہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۝ (ہود، رکوع ۸)

(ترجمہ) "انہوں نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری نماز نے تم کو یہ سکھایا ہے کہ ہم چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے یا ہم چھوڑ دیں جو ہم اپنے مالوں میں اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

من مانی باتیں کرتے ہیں ''

پس ایسے تمام لوگ جاہلیت سے نکل کر اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہوئے۔ جو اللہ کے مقابلے میں ہر چیز سے دستبردار نہیں ہوتے۔ اور جنہوں نے اپنے تئیں مکمل طور پہ اللہ کے حوالے نہیں کیا۔ یہ مکمل دستبرداری اور تسلیم کامل وہ اسلام ہے جس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا اور انہوں نے اس کو قبول کیا۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (بقرہ ع ۱۶-)

ترجمہ "جب (ابراہیمؑ سے) ان کے رب نے کہا کہ اپنے رب کے حوالے ہو جاؤ، اور اس کی مکمل تابعداری کرو انہوں نے کہا میں نے اپنے تئیں سارے جہان کے پروردگار کے حوالے کر دیا "

اور جس کا تمام مسلمانوں کو حکم ہے،

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا

ترجمہ تمہارا معبود و حاکم ایک ہی معبود و حاکم ہے پس اسی کے حوالے ہو جاؤ اور مکمل تابعدار بن جاؤ۔ (حج، ع ۵)

اگر یہ نہیں ہے تو گویا اللہ سے جنگ ہے اس لیے اس مکمل اسلام کو ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے سلم کہا ہے یعنی یہ اللہ سے صلح ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ [1]

(البقرہ: ۲۰۸)

ترجمہ: "اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ صلح و اسلام میں پورے پورے۔ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"

یاد رہے کہ جاہلیت سے مراد صرف بعثتِ نبوی کے قبل کی عرب کی زندگی ہی نہیں ہے بلکہ ہر وہ غیر اسلامی زندگی اور نظام ہے جس کا ماخذ وحی و نبوت اور کتابِ الٰہی و سنتِ انبیاء نہ ہو۔ اور جو اسلام کے مسائل و احکام زندگی سے مطابقت نہ رکھتا ہو خواہ وہ عرب کی جاہلیت ہو یا ایران کی مزدکیت یا ہندوستان کی برہمنیت

---

[1] مفسرین نے اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ بعض مسلمانوں کو ایسی چیزوں کے کھانے پینے میں تامل ہوا جو ان کے قدیم مذہب میں ان کے لیے جائز نہیں تھیں۔ اور جن کے استعمال کے وہ عادی نہ تھے۔ یہ آیت اگرچہ عام اصولِ تفسیر کے مطابق کچھ اس واقعہ سے مخصوص نہیں اور نہایت پرمعانی اور جامع آیت ہے جو تمام احکام اسلام پر مشتمل ہے لیکن اس سے اس پہلو کی بھی وضاحت ہوتی ہے جس کو ہم نے اوپر بیان کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

یا مصر کی فرعونیت، یا ترکوں کی طورانیت۔ یا موجودہ مغربی تمدن یا مسلمان قوم کی غیر شرعی زندگی اور ان کے مخالف شریعت رسوم وعادات، اخلاق وآداب اور میلانات وجذبات خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید، ماضی ہوں یا حال۔

کفر ایک سلبی (منفی) چیز نہیں ہے بلکہ ایک ایجابی اور مثبت چیز بھی ہے۔ وہ صرف دین اللہ سے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مذہبی واخلاقی نظام اور مستقل دین ہے جس میں اپنے فرائض وواجبات بھی ہیں اور مکروہات ومحرمات بھی، اس لیئے یہ دونوں دین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور ایک انسان ایک وقت میں ان دونوں مذاہب کا وفادار اور ماننے والا نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کفر کی پوری بیخ کنی کرتے ہیں اور کفر کے ساتھ کسی برادری اور مصالحت کے روادار نہیں ہوتے۔ کفر کے پہچان لینے کا بھی ان کو بڑا ملکہ ہوتا ہے اور اس بارے میں ان کی نگاہ بڑی دور رس اور باریک بین ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس بارے میں پوری حکمت اور عزیمت عطا فرماتا ہے۔ ان کی خداداد فراست اور بصیرت پر اعتماد کئے بغیر چارہ نہیں۔

دین کی حفاظت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ کفر واسلام کو جو حدیں

www.abulhasanalinadwi.org

انھوں نے قائم کر دی ہیں اور ان کے جو نشانات مقرر کر دیئے ہیں ان کی حفاظت کی جائے۔ اس میں ادنیٰ تساہل اور رواداری دین کو اتنا مسخ کر کے رکھ دیتی ہے کہ جتنا یہودی، عیسائی اور ہندوستان کے مذہب مسخ ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام کے صحیح جانشین بھی اس بارے میں انہی کی فراست اور عزیمت رکھتے ہیں۔ وہ کفر کا ایک ایک نشان مٹاتے ہیں اور جاہلیت کا ایک ایک داغ دھوتے ہیں۔ کفر کا ادراک کرنے میں ان کی حس عوام سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کفر جس لباس اور جس صورت میں ظاہر ہو وہ اس کو پہچان لیتے ہیں اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔

کہیں ہندوستان جیسے ملک میں بیواؤں کے نکاح ثانی کو حرام سمجھنے اور اس سے شدید نفرت رکھنے میں ان کو کفر کی بو محسوس ہوتی ہے اور وہ اس کو رواج دینے اور اس سنت کو زندہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اس پر اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔

کہیں قانونِ شریعت پر رواج کو ترجیح دینا اور بہنوں کو میراث نہ دینے پر اصرار کرنا ان کو کفر معلوم ہوتا ہے اور وہ ایسے لوگوں کی مخالفت اور ان کا مقاطعہ فرض سمجھتے ہیں۔ کبھی اللہ و رسول کا

www.abulhasanalinadwi.org

صاف صاف وصریح حکم سُن لینے کے بعد اس کو نہ ماننا اور غیر الٰہی عدالت اور غیر الٰہی قانون کے دامن میں پناہ لینا اور غیر اسلامی احکام و قوانین نافذ کرنا ان کو اسلام سے خروج کے مترادف معلوم ہوتا ہے اور وہ مجبوری کی حالت میں وہاں سے ہجرت کر جاتے ہیں۔

کبھی کسی نومسلم یا ایسے مسلمانوں کے جو ہندؤں کی صحبت میں رہتے ہوں اور اُن سے متاثر ہوں، گائے کا گوشت کھانے سے احتراز کرنے میں اور اس سے نفرت کرنے میں ان کو ایمان کی کمزوری اور ان کے قدیم مذہب یا غیر مسلموں کی صحبت کا اثر نظر آتا ہے۔ کبھی بعض حالات میں ایک سنت یا فعل جائز و مستحب کو وہ واجب اور شعائرِ اسلامی سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی زبان سے بے اختیار نکل جاتا ہے کہ،

"ذبحِ بقر در ہندوستان از اعظم شعائرِ اسلام است"

کبھی وہ غیر مسلموں کے رسوم و عادات اور ان کی تہذیب اور وضع و لباس اختیار کرتے اور ان سے تشبہ پیدا کرنے کی شدّومد سے مخالفت کرتے ہیں اور کبھی ان کی مذہبی تقریبات اور تہواروں میں شرکت کی ممانعت کرتے ہیں۔

غرض کفر یا کفر کی محبت یا اس کی اعانت جس لباس اور جس

www.abulhasanalinadwi.org

صورت میں جلوہ گر ہوا اور اس کی روح جس قالب میں بھی ظاہر ہو وہ اس کو فوراً بھانپ لیتے ہیں ان کو اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا اور اس کی مخالفت کرنے میں کوئی مصلحت ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنتی وہ کفر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

ان کے زمانے کے کوتاہ نظر یا رند مشرب و صلح کل جو دیر و حرم کعبہ و بت خانہ میں فرق کرنا ہی کفر سمجھتے ہیں۔ ان کی تضحیک کرتے ہیں اور تحقیر کے ساتھ ان کو فقیہ شہر، محتسب، واعظ، اور خدائی فوجدار کا لقب دیتے ہیں۔

لیکن وہ اپنا کام پورے اطمینان و استقلال کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ پیغمبروں کے دین کی حفاظت ہر زمانے میں انھیں لوگوں نے کی ہے۔ اور آج اسلام یہودیت و عیسائیت و ہندویت سے ممتاز شکل میں جو نظر آتا ہے وہ انھیں کی ہمت و استقامت اور تفقہ کا نتیجہ ہے۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَوَلِيِّهٖ وَنَبِيِّهٖ
خَيْرَ الْجَزَاءِ

www.abulhasanalinadwi.org

بدعت

کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ و رسول نے دین میں شامل نہیں کیا ہے اور اس کا حکم نہیں دیا، دین میں شامل کر لینا اور اس کا ایک جزو بنا لینا، اس کو ثواب اور تقرب الی اللہ کے لیئے کرنا، اور اس کی کسی خود ساختہ یا اصطلاحی شکل اور وضع کئے ہوتے شرائط و آداب کی اسی طرح پابندی کرنا جس طرح ایک شرعی حکم کی پابندی کی جاتی ہے بدعت ہے۔

شرک اور کفر (جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے) اگر مستقل دین ہیں تو بدعت مستقل شریعت ہے۔ اور شرک و کفر اگر اسلام کے مقابلے میں خارج کی چیزیں ہیں تو بدعت دینِ الٰہی کے اندر شریعتِ انسانی کی تشکیل ہے جو اندر اندر نشو و نما پاتی رہتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات (اگر اس کو آزادی کے ساتھ نشو و نما پانے کا موقع دیا جائے) اصل شریعت سے دو چند وسہ چند ہو جاتی ہے اور دفتہ دفتہ شریعتِ الٰہی کی ساری جگہ اور انسان کے سارے وقت کو گھیر لیتی ہے۔

اس شریعت کی فقہ الگ ہے۔ اس کے فرائض و واجبات اور سُنن و مستحبات مستقل ہیں اور بعض اوقات تعداد میں شریعتِ الٰہی کے احکام سے کہیں زیادہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

بدعت سب سے پہلے اس حقیقت کو نظر انداز کرتی ہے کہ تشریع (قانون سازی) اللہ کا حق ہے۔ کسی چیز کو قانونی حیثیت دینا، اس کی پابندی ضروری قرار دینا، یہ منصب صرف شارع (اللہ) کا ہے انسانی قانون سازی اسی منصب الٰہی کے خلاف بغاوت ہے اس لیئے قانون ساز انسان کو قرآن "طاغوت" کہتا ہے۔

يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ

وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ "

لیکن کسی چیز کو دین و شرع قرار دینا، اور اس کو کسی خاص شکل اور شرائط کے ساتھ قربت خداوندی اور اجر و ثواب کا ذریعہ قرار دینا تو اس سے بھی بڑھ کر بات ہے۔

یہ تو شریعت سازی ہوئی اور قرآن کہتا ہے کہ دین و شرع قرار دینا اللہ ہی کا کام ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ

نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ، (شوریٰ ، ۲۷)

(ترجمہ) "تمہارے لیئے دین کی وہی راہ مقرر کی جس کا حضرت نوح کو حکم دیا تھا اور ہم نے آپ کیطرف حکم بھیجا۔"

اہل عرب نے جب اپنی طرف سے تحلیل و تحریم کا کام شروع کیا اور مستقل احکام جاری کیئے تو قرآن نے یہی جرح کی :-

www.abulhasanalinadwi.org

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ۚ (شوریٰ : ع ۳)

ترجمہ "کیا ان کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیئے ایسا دین بنایا جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا تھا"

یہ اللہ کی اجازت کے بغیر قانون سازی کیا تھی؟ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

(انعام : ع ۱۶)

ترجمہ "اور انھوں نے کہا کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے اس کو صرف وہی کھائیں گے جن کو ہم چاہیں اپنے خیال کے مطابق۔ اور یہ مویشی ہیں جن کی پیٹھ پر چڑھنا منع ہے، اور کچھ مویشی جن کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے۔ اللہ ان کے جھوٹ کی ان کو سزا دے گا"

www.abulhasanalinadwi.org

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ
خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا
وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ
سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ
(انعام ، ع ۱۶)

ترجمہ "اور انہوں نے کہا ان مویشیوں کے جو کچھ پیٹ میں ہے وہ ہمارے مردوں ہی کے کھانے کے لیے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں کے لیے حرام ہے اور اگر مردہ ہو تو اس میں سب شریک ہیں۔ اللہ ان کو ایسی باتیں بنانے کی سزا دیگا وہ حکمت والا اور خبردار ہے"

عرب کے ان شریعت سازوں کا یہ جرم جس کو قرآن "افترا" کہتا ہے کیا تھا؟ یہی کہ انھوں نے بلا کسی آسمانی کتاب اور سند کے محض اپنے اتفاقِ رائے اور اصطلاح سے ایک چیز کو ایک کے لیے حلال اور دوسرے کے لیے حرام کر دیا۔ اور اس کے لیے ایسے قواعد و احکام اور اصول و ضوابط مقرر کیے جنکا کوئی آسمانی مآخذ نہ تھا اور پھر ان کی ایسی پابندی کی اور دوسروں سے کرائی جیسی پیغمبروں کی شریعتوں اور احکامِ الٰہی کی ہوتی ہے کہ اگر کوئی اس کے خلاف کرے تو سخت گنہگار سمجھا جاتے اور ملزم و مطعون ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہودیوں اور عیسائیوں کا یہی جرم قرآن نے بیان کیا ہے :

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ (توبہ ع ۵)

(ترجمہ) انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو ، اللہ کو چھوڑ کر الٰہ ٹھہرا لیا ،،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم کے سامنے اس آیت کی یہی تفسیر کی عیسائی علماء و مشائخ نے جس چیز کو ان کے لیے حلال یا حرام قرار دے دیا انھوں نے بے چون وچرا اس کو مان لیا اور انکو مستقل شارع قرار دے دیا ۔

درحقیقت تحلیل و تحریم میں اور کسی چیز کو بلا دلیلِ شرعی فرض و واجب قرار دینے اور کسی خاص شکل اور آداب و شرائط کے ساتھ کارِ ثواب و ذریعہ تقرب الی اللہ قرار دینے میں کوئی اصولی فرق نہیں دونوں شرعِ ،، مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ،، کے حکم میں آتے ہیں ۔

بدعت دوسری جس حقیقت کو نظر انداز کرتی ہے یہ ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی ہے جس کا تعین ہونا تھا اس کا تعین ہو گیا ۔ ایک انسان کی نجات کے لیئے جتنے اعمال ضروری ہیں اور تقرب الی اللہ کے لیئے جتنے وسائل تھے ان سب کی وضاحت

www.abulhasanalinadwi.org

کر دی گئی اور دین کی ٹکسال بند کر دی گئی۔ اب جو نیا سکہ اس کی طرف منسوب کیا جائے گا وہ جعلی ہوگا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (مائدہ : ع ۱)

ترجمہ "میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیئے پسند کیا"

تکمیلِ نعمت کے یہ خلاف ہے کہ دینِ شریعت کا ایک بڑا حصہ مشتبہ اور غیر متعین چھوڑ دیا جائے اور صدیوں تک مسلمان اس کے دریافت سے غافل اور اس کے ثواب سے محروم رہیں۔ خصوصاً خیر القرون کے وہ لوگ جو اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کے مخاطب اوّل تھے اور پھر صدیوں کے بعد اس کا انکشاف اور تعین ہو۔

اس شریعت میں جو شخص بھی کوئی نیا اضافہ کرتا ہے اور کسی خارج از دین بات کو دین کا جزء قرار دیتا ہے، کسی ایسی چیز کا اہتمام کرتا ہے جس کا اللہ کے رسول نے اہتمام نہیں کیا یا تقرب الی اللہ کے کسی نئے ذریعہ کا انکشاف کرتا ہے وہ گویا زبانِ حال

www.abulhasanalinadwi.org

سے یہ کہہ رہا ہے کہ دین میں یہ کمی رہ گئی تھی اس کو اب پورا کیا جا رہا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت پر بڑا الزام ہے جن کو حکم تھا کہ:

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ

(مائدہ : ع ۱)

ترجمہ: "اے پیغمبر! پہنچا دو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا۔ اور اگر ایسا نہیں کیا تو تم نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا"

امام مالکؒ نے کیا خوب فرمایا:

من ابتدع فی الاسلام بدعۃً یراھا حسنۃً فقد زعم ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم خان الرسالۃ فان اللہ سبحانہٗ یقول:

"الیوم اکملت لکم دینکم" فما لم یکن یومئذٍ دیناً فلا یکون الیوم دیناً۔

ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی بدعت پیدا کی اور اس کو اچھا سمجھتا ہے وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

نے (نعوذ باللہ) پیغام پہنچانے میں خیانت کی۔ اس لیئے
کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین
مکمل کر دیا۔ پس جو بات عہد رسالت میں دین نہیں تھی
وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی ،،

شریعت مُنزّل من اللہ کی ایک خصوصیت اس کی سہولت اور اس کا ہر ایک زمانے میں قابلِ عمل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم و خبیر ہے اس کو انسانوں کی فطری کمزوری، ان کے مصالح اور ان کے مختلف و متفاوت حالات کا پورا علم ہے۔ اسی کے ساتھ وہ رؤف و رحیم (بیحد مہربان) اور شفیق بھی ہے۔ اس علمِ محیط اور شفقتِ بے پایاں کی بنیاد پر اس نے انسانوں کے لیئے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ نہایت آسان شریعت نازل کی، احکامِ شریعت میں ان کی کمزوریوں، مشکلات اور کوتاہیوں کا پورا لحاظ رکھا۔ اور ان کی قوت و وسعت اور زمان و مکان کا پورا لحاظ فرماتے ہوئے ان کے لیئے ایک عالمگیر اور ابدی قانون مقرر فرمایا۔ اُس کا ارشاد ہے :

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (بقرہ، ع ۴)

(ترجمہ) ،، اللہ کسی کو اس کی گنجائش سے بڑھ کر مجبور نہیں کرتا ،،

یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ۝ (نساء، ع ۵)

www.abulhasanalinadwi.org

(ترجمہ) "اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے بار کو ہلکا کرے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے"

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ

(ترجمہ) "تم پر اللہ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔" (الحج: ع ۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا،

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (توبہ: ع ۱۶)

(ترجمہ) "تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا جس پر تمہاری تکلیف شاق ہے۔ تمہاری اس کو بڑی فکر ہے ایمان والوں پر نہایت شفیق و مہربان ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کے متعلق فرمایا،

بعثت بالحنيفية السمحة ان هذا الدين يسر ○

"مجھے نہایت سیدھے سادے آسان دین کے ساتھ بھیجا گیا۔ بے شک یہ دین آسان ہے۔"

امت کی مشقت کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ فرمایا، لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك عند كل صلوة "اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض قرار دے دیتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن دین کی یہ سہولت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی ضمانت اسی وقت تک ہے جب تک کہ اللہ شارع ہے اور شریعت اسی کی ہے لیکن جب انسان شارع بن جائے اور وہ شریعت الٰہی میں مداخلت اور اضافہ شروع کر دے تو پھر دین کی یہ سہولت باقی نہیں رہ سکتی۔ نہ انسان کا علم محیط ہے۔ نہ وہ مختلف انسانوں کی ضروریات، مصالح اور زبان و مکان کے اختلاف کا لحاظ رکھ سکتا ہے۔ نہ اس کو اپنے بنی نوع پر وہ شفقت ہو سکتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو دین خالص ہونے کی صورت میں ہر ایک کے لیے قابلِ عمل اور بالکل سہل ہوتا ہے وہ ان بدعات کی آمیزش اور وقتاً فوقتاً اضافہ کے بعد اس قدر دشوار، پیچدار اور طویل ہو جاتا ہے کہ اس پر پورے طور پر عمل کرنا رفتہ رفتہ ناممکن ہوتا چلا جاتا ہے۔

لوگوں کو گریز اور حیلہ جوئیوں کی عادت پڑ جاتی ہے اور بہت سے لوگ ایسے مذہب کا قلادہ اپنی گردن سے اتار دیتے ہیں۔ مذاہب کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ترکِ مذہب کی بکثرت نوبت اور الحاد و لامذہبیت کا آغاز عموماً ان لامتناہی بدعات کے بعد ہوا۔ جن کی پابندی ایک متوسط درجے کے انسان کے لیے تقریباً ناممکن ہو گئی تھی اور آدمی ان کا پابند رہ کر کسی اور کام کا نہیں رہ سکتا تھا۔ قرونِ وسطیٰ میں بھی علم و عقل کی بغاوت کلیسا کے اسی مذہبی نظام کے خلاف تھی جس سے اصل مسیحیت کو ذرا سی نسبت بھی نہ تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ الٰہی دین و شریعت کی ایک خصوصیت ان کی عالمگیر یکسانیت ہے۔ یہ یکسانی زمانوں کے لحاظ سے بھی ہے اور مکانوں کے لحاظ سے بھی۔ اللہ کی ذاتِ حق سُبحانہ وتعالیٰ چونکہ "ربّ المشرقین والمغربین" ہے وہ زمان ومکان کی حدود وقیود سے بالاتر ہے اس لیئے اس کی شریعت میں کامل یکسانی پائی جاتی ہے اس کی آخری شریعت جس کی تکمیل آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکی ہے آفتاب کی طرح سب کے لیئے ایک اور زمین وآسمان کی طرح سب کے لیئے یکساں ہے۔

اس کی شکل جو قرنِ اوّل میں تھی وہی شکل چودہویں صدی ہجری میں بھی ہے وہ جیسی اور جتنی مشرق والوں کے لیئے ہے ویسی ہی اور اتنی ہی مغرب والوں کے لیئے بھی۔ جو قواعد واحکام، عبادت کے جو اشکال، تقربِ الی اللہ کی جو متعین شکلیں اہلِ عرب کے لیئے تھیں وہی اہلِ ہندوستان کے لیئے بھی۔

اسی لیئے اگر دنیا کے کسی حصّہ کا کوئی مسلمان باشندہ کسی دوسرے حصّہ میں چلا جائے تو اس کو فرائض اسلام کے ادا کرنے میں اور مسجد میں عبادت کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی نہ اس کے لیئے کسی مقامی ہدایت نامہ اور رہبر کی ضرورت ہوگی۔ اس کو دینی حیثیت سے کوئی اجنبیت اور مسافرت محسوس نہیں ہوگی علاوہ مقتدی ہونے کے کہ وہ اگر صاحبِ علم

www.abulhasanalinadwi.org

ہے تو ہر جگہ امام بن سکتا ہے اور ہر جگہ فتوای دے سکتا ہے۔

لیکن بدعات کا یہ خاصہ نہیں۔ ان میں یکسانی اور وحدت نہیں ہوتی ان میں زمان و مکان کا پرتو ہوتا ہے وہ ہر جگہ کے مقامی سانچہ اور ملکی و شہری ٹکسال سے ڈھل کر نکلتی ہیں اور خاص تاریخی و مقامی اسباب اور ماحول میں ملتی ہیں۔ ان کو تمام عالم اسلامی میں رواج نہیں دیا جا سکتا، نہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو ان کا علم ہونا ضروری ہے۔ علم ہونے کے بعد ضروری نہیں کہ وہ سب ان کو قبول کر لیں۔

اس لیے ہندوستان کی بدعات مصر کی بدعات سے مختلف ہیں اور ایران و شام کی بدعات میں کوئی اشتراک نہیں۔ ملکوں سے گذر کر بعض اوقات شہر شہر کی بدعات مختلف ہوتی ہیں۔ ایک شہر کے مسلمانوں کو دوسرے شہر کی مخصوص بدعات کا علم نہیں ہوتا یہ بات بڑھتے بڑھتے محلوں اور گھروں تک پہنچ سکتی ہے اور گھر گھر کا دین مختلف ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام دوسری شریعتوں اور مذاہب کا عبرتناک انجام تھا۔ یہودیت اور عیسائیت کی مسخ شدہ اور محرّف شکل میں موجود تھی۔ اس لیے آپ نے شریعتِ اسلامی کو اپنی حقیقی شکل اور اصلی مقدار میں رکھنے کی پوری کوشش فرمائی اور اس کے لیے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔

آپ نے اپنے جانشین صحابہ کرام کو بدعت سے بچنے اور سنّت

www.abulhasanalinadwi.org

کی حفاظت کی بڑی تاکید و تلقین فرمائی۔ آپ کے براہِ راست جانشین صحابۂ کرامؓ نے اس وصیت کی پوری تعمیل کی اور بدعات کے بارے میں کسی قسم کی رواداری اور کمزوری روا نہیں رکھی۔

صحابۂ کرام کے بعد ائمہ و فقہاء اسلام نے اعلیٰ درجہ کے فہم دین اور ایسی عزیمت و استقامت کا ثبوت دیا جو انبیاء کرام کے جانشینوں کے شایانِ شان ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے زمانے کی بدعات کی سختی سے مخالفت کی۔ مبتدعین کا علمی و عملی مقاطعہ کیا۔ اسلام کے معاشرہ اور دینی حلقوں میں ان بدعات کو مقبول اور ان کے علمبرداروں کو وقیع اور باوقار بننے سے روکنے کی کوشش کی اور ان کو اہلِ علم کی نگاہوں سے ہمیشہ کے لیے گرا دیا۔

بالخصوص فقہاء حنفیہ نے جو شدید احتساب کیا اور جس باریک بینی اور نکتہ فہمی کے ساتھ اپنے زمانہ کے بعض بظاہر معمولی مبتدعانہ اعمال و رسوم کی مخالفت کی اور شریعت کی حفاظت اور سنت و بدعت کے امتیاز کے لیے جو حکیمانہ انتظامات اور فقہی احتیاطیں کیں وہ ان کی اصولِ دین سے گہری واقفیت اور ان کے تفقہ کی بہترین مثالیں ہیں۔

جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ بدعات خوش عقیدہ شائقین دین کے لیے کیسی مقناطیسی کشش رکھتی ہیں اور کس سرعت کے ساتھ رواج و مقبولیت حاصل کر لیتی ہیں۔ وہ ان علماء اسلام کی ہمت دلیری و کامیابی کی داد دیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

جن کی کوششوں اور اظہارِ حق سے بعض بدعات کا بالکل سدّباب ہوگیا۔ اور اب ان کا ذکر بعض کتابوں یا تمدن کی بعض تاریخوں میں ذکر آتا ہے۔ بعض بدعات جو باقی رہ گئیں ان کا بدعت ہونا بھی مُشتبہ نہیں رہا اور ایک جماعت ہمیشہ ان کی مخالفت کرتی رہی ہے اور اب بھی کرتی ہے۔

ان مخالفینِ بدعت اور حاملینِ لوائے سُنّت کو اپنے زمانے کے عوام یا خواص کالعوام سے اسی طرح جامد اور روایت پرست وغیرہ کے خطابات ملے جس طرح ہر زمانہ کے مذاقِ عام اور رواجِ عام کے خلاف کہنے والوں اور کرنے والوں کو ملا کرتے ہیں۔

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ

بشکریہ "تعمیرِ حیات" لکھنؤ — جنوری، فروری ۱۹۹۱ء

القادر پرنٹنگ پریس فون : ۴۴۲۳۴۲۸

www.abulhasanalinadwi.org